مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی

پر

دو اعتراضوں کا جواب

اس پیشگوئی پر میں مفصل بحث مئی سنہ ۱۹۱۰ء کے تشحیذ میں کر چکا ہوں اللہ کے فضل و کرم سے کوئی مخالف اسکے جواب پر قادر نہیں ہو سکا جیسے تو رہا مگر تعجب آتا ہے کہ اس پیشگوئی کا ذکر مخالف کس منہ سے کرتے ہیں جبکہ اس پیشگوئی کے ذریعہ میرے سید و مولی حضرت مسیح موعود کے ہاتھ سے تیرہ نشان صداقت کے ثابت ہوئے ایسی عظیم الشان پیشگوئی جس کے اندر تیرہ زبردست پیشگوئیاں پوری ہوں اس پر اعتراض کرنا حد درجے کی دیدہ دلیری اور جناب الہی میں گستاخی ہے۔

میں سعید الفطرت طالبان حق کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ خدا کے الہام کے الفاظ پڑھیں اور دیکھیں کہ اس پیشگوئی کا مقصد کیا تھا لڑکی سے نکاح یا کہ ایک خاندان کو خدا کی طرف سے نازل ہونے والی رحمت و برکت سے بہرہ اندوز کرنا اور خدا کی ہستی کا ثبوت دینا آخری مقصد ہی تھا چنانچہ یہ امر حضور علیہ الصلوۃ کے اشتہارات سے ثابت ہے۔

ثبوت اوّل "اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ خواہ مخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تھی بلکہ بنیاد یہ تھی کہ فریق مخالف × × × × دین کے سخت مخالف تھے × × خدا تعالی نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے ایک شخص کی موت کو اسکی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو غیر سے ہو وابستہ کر دیا گیا اور موت کی حد مقرر کر دی گئی انسان کا کام نہیں" (خط بنام محمد حسین بٹالوی)

ثبوت دوم "پس خدا تعالی نے انہیں ان کی بھلائی کے لئے انہیں کے تقاضا سے انہیں کی درخواست سے اس الہامی پیشگوئی کو جو اشتہار میں درج ہے ظاہر فرما دیا ہے تاکہ وہ سمجھیں کہ وہ درحقیقت موجود ہے اور اسکے سوا سب کچھ ہیچ ہے" (تتمہ اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

ثبوت سوم "آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دیگا اور آپکو آفات سے محفوظ رکھکر برکت پر برکت دیگا۔

(ب) یہ دونوں طرف برکت اور موت کے ہیں جنکو آزمانے کے بعد میرا صدق اور کذب معلوم ہو سکتا ہے اب جس طرح چاہو آزمالو (۱۰ مئی ۱۸۸۸ء نور افشاں)

ثبوت چہارم ”ہمیں اس رشتہ کی درخواست کی ضرورت نہیں تھی سب ضرورتوں کو خدا نے پورا کر دیا تھا اولاد بھی عطا کی اور انمیں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا ... پس یہ رشتہ جس کی درخواست کی گئی ہے محض بطور نشان کے ہے تا خدا تعالٰی اس کنبہ کے منکرین کو اعجوبہ قدرت دکھلائے اگر وہ قبول کریں تو برکت اور رحمت کے نشان انپر نازل کرے اور ان بلاؤں کو دفع کرے جو نزدیک چلی آتی ہیں۔ لیکن اگر وہ رد کریں تو ان پر قہری نشان نازل کر کے ان کو متنبہ کرے“ (تتمہ اشتہار دس جولائی ۱۸۸۸ء)

اب ان مقاصد کو زیر نظر رکھتے ہوئے آپ ان واقعات پر غور کریں جو اس خاندان کو پیش آئے۔ مرزا احمد بیگ نے ۷ اپریل ۹۲ء کو اس لڑکی کا نکاح اور جگہ کر دیا اور بموجب پیشگوئی چھٹے مہینے ۳۰ ستمبر ۹۲ء کو فوت ہوا۔ اس موت فجاءۃ کے بعد یکدم اس خاندان کی حالت بدلی۔ اور انہوں نے شوخی استہزا اعلانیہ تکذیب اور مخالفت چھوڑ دی جس کے نتیجہ میں وہ بقدر اپنی انابت اور خشیت خشوع اور خضوع کے ان بلاؤں سے بچ گئے جو حکم ربی کی نافرمانی کی صورت میں مقدر تھیں بلکہ بعض نے ان میں سے بیعت میں داخل ہو کر ان برکات سے حصہ پایا جو بشرط فرمانبرداری مقرر تھیں چنانچہ اس وقت کہ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں اس خاندان کی مندرجہ ذیل حالت ہے

۱۔ مرزا احمد بیگ صاحب ”حسب پیشگوئی فوت ہوئے“

۲۔ اہلیہ مرزا احمد بیگ صاحب ”خدا کے فضل سے بیعت کر چکی ہیں اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں اور یہ سب سے بڑا نشان ہے کیونکہ یہی اس رشتہ کی مانع تھیں اگر حضرت مسیح موعود کا کاروبار مفتریانہ تھا اور ان کے طرز عمل سے یہ ثبوت ملتا تھا جیسا کہ مخالفین اپنی تحریروں میں لکھتے ہیں کہ یہ درخواست نکاح خدا کے جلال کے اظہار اور اس خاندان کو برکات الٰہی سے بہرہ ور کرنے کے لئے نہیں تھی بلکہ محض نفسانی خواہشات کی بنا پر تو کم از کم یہ خاتون کبھی سلسلہ احمدیہ کو حق نہ سمجھتیں بلکہ دن بدن اور بھی اور بد ظنی اور نفرت و حقارت میں بڑھتیں مگر اب صدق دل سے ایمان لا چکی ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی کے اندر کوئی ایسا نہ برو دست صداقت کا جذبہ تھا کہ وہ باوجود ابتدائی مخالفت کے بیعت پر مجبور کسی دباؤ اور ظاہری غرض کے مجبور

ہو گئیں ورنہ رشتہ والی بات کی کتاب اور اشتہاروں میں اشاعت ہی دنیاوی رسوم کے لحاظ سے ایسی دکھ دینے والی بات ہو کہ بیعت تو کجا معمولی بول چال گوارا نہیں کیجا سکتی سو مد مقابل ہو کر پھر غلامی کا اقرار کرنا اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک صداقت پوری قوت کے ساتھ اپنا جلوہ نہ دکھائے اور حق کا نور ہر طرف سے پھیلکر ہر قسم کے شکوک و شبہات کی تاریکی کو دور نہ کرے فتدبر۔ ان فی ذلک لآیٰت لقوم یومنون۔

۳۔ سردار بیگم ۔ وہ مرزا احمد بیگ صاحب کی دختر ہیں جو بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہیں ان کے خاوند مرزا محمد احسن بیگ صاحب جو مرزا احمد بیگ صاحب کی اہلیہ کی بہن کے فرزند ہیں مخلص احمدی ہیں اور حضرت خلیفہ ثانی سے نہایت تعلقات نیازمندی رکھتے ہیں۔

۴۔ عنایت بیگم ۔ مرزا احمد بیگ صاحب کی دوسری دختر ہیں بیوہ ہیں اور بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔

[illegible]

۵۔ دو لڑکیاں اور ہیں کہ وہ بھی مخالف قطعاً نہیں ایک شادی شدہ ہے جو بسلسلہ خوش عقیدگی بیعت کا جواب تحقیق کر کے

۶۔ اور دوسرے محمدی بیگم مرزا سلطان محمد صاحب کی بیوی اگرچہ اللہ ہی نے بیعت کو شک ہو دریافت کرنے

۷۔ مرزا محمد بیگ صاحب ۔ یہ مرزا احمد بیگ صاحب کے فرزند ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل تحریر ۲۸ اکتوبر سنہ 1916 کے الفضل میں شائع ہو چکی ہے۔ "میں حضرت میاں صاحب (صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد جانشین حضرت مسیح موعود) کو اپنی سمجھ کے مطابق نیک بخت اور بزرگ سمجھتا ہوں اور مجھے احمدی جماعت والوں سے کسی قسم کی عداوت اور اعتراض نہیں ہے۔" (مرزا محمد بیگ بقلم خود الفضل ۲۸ اکتوبر سنہ 16ء)

۸۔ مرزا محمود بیگ ۔ یہ مرزا احمد بیگ صاحب کے پوتا ہیں مرزا غلام اللہ صاحب سے کئی دفعہ کہہ چکا ہے کہ میری بیعت کرا دیجئے صاف ظاہر ہے کہ وہ ہر طرح معتقد ہے۔"

۹۔ مرزا امام الدین کی بیٹی ۔ یہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کی اہلیہ ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور سوا مرزا صاحب موصوف ان کے گھر کے تمام بیعت میں داخل ہیں۔

۱۰۔ مرزا نظام الدین کا فرزند ۔ مرزا گل محمد نے حال ہی میں بیعت کی ہے۔

۱۱۔ استانی صاحبہ ۔ مرزا نظام الدین صاحب کی اہلیہ بھی بیعت کر چکی ہیں۔ بلکہ وصیت بھی جس کے متعلق الفضل میں چھپ چکا ہے کہ انہوں نے روپیہ داخل خزانہ انجمن کرا دیا۔

۱۲۔ **مرزا سلطان محمد صاحب**: یہ داماد مرزا احمد بیگ صاحب ہیں اپنے خط میں لکھتے ہیں جس کا عکس شائع ہو چکا ہے۔ "میں جناب مرزا جی صاحب مرحوم کو نیک۔ بزرگ اسلام کا خدمتگذار۔ شریف النفس خدا یاد پہلے بھی اور اب بھی خیال کر رہا ہوں مجھے ان کے مریدوں سے کسی قسم کی مخالفت نہیں۔"

اب غور طلب امر یہ ہے کہ وہ خاندان اور اسکے متعلقین جن پر اس پیشگوئی کا اثر پڑنا تھا وہ تو یا احمدی ہیں یا احمدیت سے قریب اور سلسلہ سے خوش اعتقاد اور یہ بیرونی لوگ ہیں کہ اعتراض کئے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ بھلے مانسو اگر یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یا اس پیشگوئی کے دوران میں ایسے امور پیش آئے یا کلمات شائع ہوئے جن سے مترشح ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کاروبار کذب و افترا پر تھا تو سب سے پہلے متاثر اس خاندان یا اسکے متعلقین کو ہونا چاہیے مگر اس کے افراد تو مرید یا اچھا خیال رکھتے ہیں اور تم بدبخت ہو کہ بیہودہ شور ڈال رہے ہو پیشگوئی پوری نہیں ہوئی حالانکہ پیشگوئی کا اصل مقصد جو تھا وہ تو پورا ہو چکا یعنے اس خاندان کے اکثر افراد نے مان لیا کہ خدا درحقیقت موجود ہے اور اس کے سوا سب ہیچ اور انہوں نے تسلیم کر لیا کہ خدا نے اعجوبہ قدرت دکھلایا باقی رہے پرائیویٹ خطوط جن کی عبارتوں کو پیش کیا جاتا ہے معلوم نہیں یہ لوگ مسلمان کیوں کہلاتے ہیں کیا خدا کی کسی پیشگوئی کو پورا کرنے کیلئے دنیاوی وسائل سے کام لینا اور خود کوشش کرنا حرام ہے کیا تمام انبیاء سے یہ وعدہ نہیں تھا کہ وہ غالب رہینگے (کتب اللّٰہ لاغلبن انا و رسلی) اور انّ جندنا لھم المنصورون۔ پھر وہ کیوں تبلیغ کے لئے جدوجہد کرتے اور سر توڑ علانیہ لوگوں کو منت سماجت سے ڈرا کر دھمکا کر سمجھاتے اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء سے جب وعدہ تھا کہ سیھزم الجمع و یولون الدبر تو پھر کیوں وہ مدینہ میں ہجرت کر لڑائی میں تشریف لیجاتے اور تحریض المومنین علی القتال فرماتے جنگ کا وعدہ تھا تو تم لوگوں کے عقیدہ کے مطابق گھر بیٹھے رہتے مگر ایسا تو نہ کیا اس سے ثابت ہوا کہ کسی پیشگوئی کے بعد اسے خود اپنے ہاتھوں سے پورا کرنے کی کوشش خلاف شریعت نہیں بلکہ ضروری ہے حضرت عمر نے جب نبی کریم صلعم کی پیشگوئی سنی تو ایک صحابی کو بلا کر اسے سونے کے کڑے پہنانے بجائیکہ یہ مردوں کے لئے جائز بھی نہیں کیوں پہنائے اسلئے کہ وہ پیشگوئی پوری ہو۔ پس اگر حضرت مسیح موعود نے مرزا احمد بیگ صاحب یا ان کے متعلقین کو خط لکھے کہ مجھے یہ رشتہ دیدیا جائے تو اسمیں کیا گناہ ہو گیا اور اس سے ان کی صداقت میں کونسا فرق پڑ گیا۔ یہ تو حسب سنن انبیاء ضروری تھا۔ آپ ان خطوط کو اول سے آخر تک پڑھیں ان میں سوا اسکے اور کچھ نہیں۔

"آپ انحراف نہ فرمائیں اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولدیگا جو آپ کے خیال میں نہیں کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہو گی۔"

۲- وہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا۔"

ان فقرات سے ظاہر ہے کہ آپکی تمام سعی محض خدا کے جلال کے اظہار اور اس خاندان کو برکات الٰہی سے بہرہ ور کرنیکے لئے تھی نہ کسی نفسانی غرض سے اور وہ کون نبی ہے جو اپنی قوم کے لئے اس بات کا حریص نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے انعامات سے حصہ پائے چونکہ خدا کے انعام کا کامل طور پر نزول اس بات کے ساتھ مشروط تھا۔ اس لئے آپنے چاہا کہ یہ شرط پوری ہو جائے اس کے بعد جتنی مخالفت انہوں نے کی اتنا ہی دکھ اٹھایا اور جتنی موافقت کی اتنا انعام لیا۔

ہاں ان خطوط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر یہ رشتہ نہ ہوگا تو میرا بیٹا فضل احمد بھی اپنی بیوی کو طلاق دیدیگا اسے بے انصافی اور ظلم کہا جاتا ہے۔ میں جواب میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے آپ یہ بات سمجھیں کہ یہ پیشگوئی کسی نفسانی غرض پر مبنی نہ تھی بلکہ خدا کی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے اور اسکے کاموں کو اس خاندان اور دوسرے جہان پر ظاہر کرنے کے لئے۔ اب جو لوگ خدا کے کلام کی مخالفت کرنے پر تلے ہوں اور جو کچھ اس نے اپنے بندے کے ذریعہ چاہا ہو۔ اسکی خلاف ورزی پر کمربستہ ہوں ضرور تھا کہ ان سے بکلی قطع تعلق کر لیا جائے تاکہ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کے ماتحت نہ آجائیں۔ بغاوت تو خاندان کا ایک سرگروہ کرتا ہے مگر دنیا میں بھی گورنمنٹ اسکے سب افراد کو جلاوطن کر دیتی ہے جن میں ان کے معصوم بچے بھی ہوتے ہیں۔ جو مطلق نہیں جانتے کہ ان کے باپ نے کیا جرم کیا اور اسی طرح کئی بھائی بند ہوتے ہیں کوئی دوست دوسرے دوست سے ناراض ہوتا ہے تو بعض اوقات اسکے دئے ہوئے تحفے بیجان اور جاندار واپس کر دیتا ہے حالانکہ ان کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا۔ خدا جو احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ہے عذاب بھیجتا ہے تو اس میں نہ صرف جانور مرتے ہیں جو یقیناً گنہگار نہیں بلکہ کئی انسانی بچے بھی انہی مجرموں کے ساتھ ہلاک ہو جاتے ہیں جن کے لئے وہ عذاب آیا تو کیا کہو گے خدا نے ظلم اور بے انصافی کی بالغوں کو جب کوئی بیماری آتی ہے یا مصیبت تو کہا جاتا ہے کہ مومنوں کے لئے گناہوں کا کفارہ ہے اور کافر اور فاسقوں کے لئے سزا مگر مومن بچے سخت سے سخت تکلیف اٹھاتے ہیں اسکا کیا جواب ہے۔ یہی کہ ان کے متعلقین رجوع الی الحق کریں۔ یا ان بچوں کے دکھ کی وجہ سے جو دکھ ان سے گنہگاروں کو ہوتا ہے وہ بطور سزا ہو پس اسی طرح یہ معاملہ ہے جب ایک خاندان کے سرگروہ نے اپنے لئے برکات الٰہی کو پسند نہ کیا تو ضرور تھا

کہ پیشگوئی کے مطابق وہ قہری نشانات سے حصہ پائے سو اسکے لئے کئی صورتیں ہو سکتی تھیں یعذبہم اللہ بایدیکم و یخزھم و ینصرکم علیہم (توبہ ع ۲) صحابہ کرام کو فرمایا کفار کے متعلق پیشگوئی تھی کہ ایک سال کے اندر ان پر عذاب آئیگا آخر یہ عذاب جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اور نبی کریم اور صحابہ کرام کو حکم ہوا کہ تم اپنے ہاتھوں میں تلوار اٹھا کر ان کو عذاب دو۔ اب کیا اس پر کہو گے کہ پیشگوئی عذاب کی فرمائی۔ اور پھر خود ہی عذاب دینے لگے ہرگز نہیں تلوار اٹھانے میں ایک نشان یہ تھا کہ قلیل گروہ کثیر پر باوجود حشمت و شوکت فتحیاب ہوگا پس ان کی کسی لڑکی کا مطلقہ ہونا بھی ایک حق تھا خدا نے اپنے مامور کے ذریعہ پورا کرا دیا۔ دوم ایک خاندان سے ایک نبی کا بالکل تعلق منقطع کر لینا بھی تو ایک عذاب ہی ہے کیونکہ ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم کے مطابق رسول کی موجودگی عذاب الٰہی کو روکنے والی ہوتی ہے آخر بعض رشتوں کے ذریعہ کسی نہ کسی پہلو سے ان کو ان برکات و انعامات سے حصہ ملتا تھا جو نبی کے گھرانے کے لئے مختص ہیں۔ خدا کی وحی کی نافرمانی کی پاداش میں اس سے محروم کرنا ضروری تھا۔ سوم جب انہوں نے خود چاہا کہ اپنے تئیں قہر الٰہی کا مورد بنایا تو حضور کے لئے ضروری تھا کہ اس خاندان کے کسی فرد کا تعلق اپنے یا اپنے متعلقین کے ساتھ نہ رہنے دیں تا کسی نہ کسی طریق سے آپ کو بھی اس قہر کا گزند نہ پہنچے۔ چہارم لوط کا واقعہ دیکھو خود ہی عذاب کی پیشگوئی کی۔ مگر جب عذاب آنے لگا تو خود ان کو حکم ہوا کہ یہاں سے راتوں رات نکل جاؤ۔[۱] اب تم جیسے معترضین تو کہینگے کہ جب عذاب کفار و مجرمین کے لئے تھا تو حضرت لوط کو کیا خوف تھا وہیں رہتے۔ اور بچ جاتے مگر خدا کی یہ سنت نہیں وہ نافرمانوں سے نبیوں کا تعلق بالکل منقطع کرا دیتا ہے دیکھو حضرت لوط کی بیوی نے اپنے رشتہ داروں سے کچھ تعلق رکھا (حالانکہ وہ پیشگوئی پر تو ایمان رکھتی تھی اور حضرت لوط کو مفتری نہیں جانتی تھی) تو اسی عذاب کی لپیٹ میں آگئی۔ عذاب کے نزول کے وقت مومنوں کو حکم ہوتا ہے کہ لا یلتفت منکم احد کہ التفات نہ ہو۔ پس جب کسی نے چاہا کہ وہ قہری نشانوں کا مورد بنے تو ادھر سے بہر پہلو قطع تعلق کر لیا گیا چنانچہ حضور کی اہلیہ جو ادھر کی طرف ملتفت تھیں اس کو بھی قطع کر کے ادھر ادھر کے دکھوں میں زیر آیت یعذبہم اللہ بایدیکم (توبہ ع ۲) اضافہ کرنے اور نیز اپنے بیٹے کو قہر الٰہی سے بچانے کے لئے ارشاد فرمایا کہ اپنی بیوی کو جو اس مخالف خاندان کے سرگروہ کی قریبی ہے طلاق دیدے اور یہ سب کارروائی اللہ کے حکم سے کی اسی کے جلال کے لئے اسی کی خاطر کوئی نفسانی غرض اسمیں شامل نہیں۔ اسپر یہ اعتراض جو کیا جاتا ہے کہ فضل احمد کیوں بغیر کسی گناہ کے اپنی بیوی کو طلاق دیدینا ایک شبہ ہے سو جواب یہ ہے۔

[۱] قالوا یالوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد الا امرأتک انہ مصیبھا ما اصابھم ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب (ہود)

عن ابن عمر قال کانت تحتی امراۃ وکان عمر یکرھھا فقال لی طلقھا فابیت فاتی عمر النبی صلعم فذکر ذلک لہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلقھا (ابوداؤد)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اس کی ایک بیوی تھی اور حضرت عمرؓ اسے ناپسند فرماتے تو ارشاد کیا کہ اسے طلاق دے دو۔ حضرت عمرؓ کے بیٹے کہتے ہیں میں نے انکار کیا حضرت عمرؓ نے نبی کریمؐ سے شکایت فرمائی تو حضورؐ نے حکم دیا کہ اسے طلاق دیدے

۳

عن ابی درداء ان رجلا اتاہ فقال ان لی امرأۃ وان امی تامرنی بطلاقھا فقال سمعت رسول اللہ صلعم یقول الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فاضع ذلک الباب او احفظھا (ترمذی)

ابوالدرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص آکر کہنے لگا میری ماں کہتی ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو تو جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ باپ جنت کے بیچ کا دروازہ ہے چاہتے ہو تو نافرمانی کرکے دروازے کو کھو دو۔ چاہو تو فرمانبرداری کرکے محفوظ رکھ لو۔

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ بیٹے کو اگرچہ بیوی پسند بھی ہو تو بھی باپ کے حکم کی تعمیل ضروری ہے اور باپ اپنے بیٹے کو حکم دے سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو۔ پس حضرت مسیح موعود نے وجوہات متذکرہ بالا سے ایسا حکم دیا تو بالکل بجا کیا حضورؑ کے اس خط میں جو مرزا احمد بیگ کے نام ہے اور جو ۴ جولائی ۱۸۹۰ء کو لکھا گیا ہے مرقوم ہے کہ "یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی نظر اسکی طرف لگی ہوئی ہے۔ اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔"

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ کوئی نفسانی معاملہ نہ تھا بلکہ بات تو اسپر آرہی تھی کہ اسلام کی فتح ہوتی ہے یا دوسرے مخالف مذاہب کی پس جو خاندان یا شخص اسلام کے مخالف مذاہب کی امداد اپنے افعال یا اقوال سے کر رہا تھا اس سے قطع تعلق بہر صورت ضروری تھا چونکہ اس قطع تعلق سے خدا کا غضب نازل ہونا تھا اسلئے آپ نے اس غضب سے بچانے کے لئے ازراہ کمال ہمدردی تمام رشتہ داران کو متنبہ کیا اور ہر طرح سے مرزا احمد بیگ صاحب کو بچانا چاہا چنانچہ آپ نے مرزا علی شیر بیگ کو بھی خط لکھا کہ ان کی بیوی مرزا احمد بیگ کی بہن تھیں اور نیز ان کی بیٹی عزت بی بی مرزا فضل احمد

حضور کے بیٹے کی بیوی تھیں آپ مرزا علی شیر بیگ کو ۴ مئی ۱۸۹۱ء کے خط میں لکھتے ہیں۔

"آپ کے گھر کے لوگ (مرزا فضل احمد کی ساس۔ مرزا احمد بیگ کی بہن) اس مشورہ میں ساتھ ہیں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پروا نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اسکو خوار کیا جائے " " مجھکو بچا لینا اللہ کا کام ہے۔"

" " آپکی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے بیشک وہ طلاق دیدے ہم راضی ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کی مرضی کے خلاف نہیں کرینگے یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں " " " لہذا میں نے ان (والدہ عزت بی بی زوجہ مرزا احمد بیگ) کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی (مرزا احمد بیگ) کو اپنے ارادہ سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپکی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپکی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا"

ان سطور کو پڑھکر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے کیوں اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور بصورت نافرمانی اس حکم کے وہ عاق ہے یعنی کہ اس پیشگوئی کے پورا نہ ہونے کی صورت میں اسلام پر حرف آتا تھا۔ اس کی مخالفت در حقیقت اسلام کی مخالفت تھی کیونکہ اصل مقصود نکاح نہ تھا۔ بلکہ خدا کی وحی کا جس سے قبل از وقت اطلاع دیگئی تھی پورا ہو کر یہ ثابت کرنا کہ خدا ہے اور وہ اپنے ماموروں کے ساتھ ہے اور سلسلہ احمدیہ برحق ہے مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ اس معاملہ میں اپنے بھائی کی مددگار اور حضرت مسیح موعود کی مخالف تھیں وہ خود مطالبہ کرتی تھیں کہ ان کی لڑکی کو طلاق دیا جائے۔ پس ایک غیرتمند کے لئے ضروری تھا کہ جو اس سے قطع تعلق کرنا چاہے اس سے قطع تعلق کر لیا جائے۔

پس نظریں وجوہات نہ تو یہ پرائیویٹ خطوط جو مخالفین کی طرف سے بڑے فخر سے پیش کئے جاتے ہیں قابل اعتراض ہیں اور نہ یہ پیشگوئی ایسی ہے جس کی نسبت نیک دلی سے کہا جا سکے کہ پوری نہیں۔ پیشگوئی تو چودہ پیشگوئیوں کے رنگ میں پوری ہوئی ہے

(اکمل)

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ